شرعی پردہ: قرآن و حدیث کی روشنی میں

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد (بانی تنظیم اسلامی)

شرعی پردہ دراصل دو پردوں پر مشتمل ہے۔ایک ہے گھر کے اندر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔ان احکامات کو ''احکاماتِ ستر'' کہا جاتا ہے۔دوسرا ہے گھر کے باہر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ الاحزاب میں نازل ہوئے ہیں اور یہ احکامات ''احکاماتِ حجاب'' کہلاتے ہیں۔پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین کے،یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ستر کا پردہ نامحرموں کے علاوہ ان افراد سے بھی کرنا لازم ہے جن کو شریعت نے ''محرم'' قرار دیا ہے۔ان محرم افراد کی فہرست سورۃ النور آیت 31 میں موجود ہے۔ستر کے تمام احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث نبویؐ میں بھی مل جاتی ہیں۔گھر کے اندر عورت کے لیے پردے کی یہی صورت ہے۔البتہ حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے باہر کسی ضرورت کے لیے نکلتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔اس صورت میں شریعت کے وہ احکامات ہیں جو اجنبی مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ان کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت جلباب یعنی بڑی چادر (یا برقع) اوڑھے گی تا کہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی نقاب ڈالے گی تا کہ سوائے آنکھ کے چہرہ بھی چھپ جائے۔گویا حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے۔سورۃ النور کی آیت 31 میں ارشاد ہوتا ہے: ''اے نبیؐ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔'' اسی سورۃ کی آیت 30 میں فرمایا: ''اے نبیؐ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔'' سورۃ النور آیات 30 اور 31 میں مردوں اور عورتوں دونوں کو تلقین کی گئی کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔شرمگاہوں کی حفاظت کے دو مطلب ہیں۔ایک یہ کہ وہ خود کو جنسی بے راہروی اور زنا سے بچا کر اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کریں اور دوسرے یہ کہ وہ اپنا ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔نگاہوں کی حفاظت کا حکم گھر سے باہر بھی ہے تا کہ نامحرموں پر نگاہ نہ پڑے لیکن اصلاً یہ حکم گھر کے اندر کے لیے ہے کیونکہ باہر چلتے ہوئے نگاہیں نیچی رکھنے سے کسی شے سے ٹکرانے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔گھر کے اندر اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ محرم خواتین کو بھی گھور کر نہ دیکھا جائے۔بلاشبہ محرم خواتین کے ساتھ ایک تقدس کا رشتہ ہے لیکن بہرحال بحیثیت جنس مخالف ہونے کے، مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لیے کشش ہے اور نگاہوں کی بے احتیاطی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ بدنظری ہی بدکرداری کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نبی اکرمؐ کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے آپ نے فرمایا: ''ان سے پردہ کرو''! وہ کہنے لگیں: ''کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا ''مگر تم تو نابینا نہیں ہو''۔بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ اسلام کی اعلیٰ ترین اقدار سے گر کر اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ ہم نے نوجوان لڑکیوں کو مخلوط تعلیمی اداروں، دفاتر اور دیگر محافل میں غیر محرموں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی اجازت دے رکھی ہے۔بعض والدین کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی بچی پر اعتماد ہے۔کیا نبی اکرمؐ کو (نعوذ باللہ) حضرت عائشہؓ پر اعتماد نہیں تھا جن کی پاکیزگی کی گواہی خود رب العزت نے سورۃ النور کے دوسرے رکوع میں دی ہے۔بدنظری کے نتیجے میں شیطان آنکھ کے راستے سے دل میں اتر جاتا ہے، پھر دونوں فریق ہم کلام ہوتے ہیں اور یوں بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اے علیؓ! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔پہلی نگاہ (جو بلا ارادہ پڑ گئی) معاف ہے مگر دوسری نہیں۔'' (مسند احمد، ترمذی) اسی طرح حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ فرماتے ہیں کہ میں

نے نبی اکرمؐ سے پوچھا: ''اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں۔فرمایا فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کرلو۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) اسی طرح نبی کریمؐ نے فرمایا: ''جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹا لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔'' (مسند احمد) نگاہ نیچی رکھنے کا حکم عورتوں کے لیے بھی ہے اور مردوں کے لیے بھی۔لیکن عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کے بارے میں سختی کم ہے۔جس مرد سے عورت کا براہ راست رابطہ (Contact) کا امکان ہے اسے دیکھنا تو منع ہے البتہ جس مرد سے رابطے کا امکان نہیں اسے کسی ضرورت اور مقصد کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے پر عورتوں کے لیے تو چہرے کا پردہ ہے لیکن مردوں کے لیے نہیں۔ایک روایت میں ہے کہ 7ھ میں حبشیوں کا ایک وفد مدینے آیا اور اس نے مسجد نبوی کے پاس تماشہ دکھایا۔نبی اکرمؐ نے خود حضرت عائشہؓ کو یہ تماشہ دکھایا (بخاری، مسلم، مسند احمد)۔اسی نکتہ کے تحت اگر براہِ راستہ رابطہ کا امکان نہ ہو تو خواتین مردوں سے دینی و جدید تعلیم سیکھ سکتی ہیں۔سورۃ النور آیت 31 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ ''اور عورتیں اپنی زیب و زینت کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جواز خود (بغیر ان کے اختیار کے) ظاہر ہو جائے۔'' یعنی عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت یعنی حسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس زینت کے جواز خود ظاہر ہو جائے۔قرآنِ حکیم میں اس کے لیے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' یعنی ''سوائے اس زینت کے جواز خود ظاہر ہو جائے۔'' کے الفاظ آئے ہیں یوں نہیں فرمایا گیا کہ: اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا۔یعنی ''سوائے اس زینت کے جسے عورتیں خود ظاہر کریں۔'' آگے چل کر اسی آیت میں مزید وضاحت فرما دی گئی کہ: ''اور عورتیں اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی جان پہچان کی عورتوں اور اپنی کنیزوں و غلاموں کے نیز ان خدام کے جو عورتوں سے کوئی غرض نہیں رکھتے یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔'' آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ عورت کو شوہر کے علاوہ ان رشتہ داروں کے سامنے اظہارِ زینت کی اجازت ہے جو اس کے محرم ہیں یعنی جن سے نکاح حرام ہے۔اس اجازت کی حکمت یہ ہے کہ گھر میں رہنے اور کام کاج کرنے میں کوئی تنگی اور دشواری نہ ہو۔اس آیت میں ماموں اور چچا کا ذکر نہیں لیکن سورۃ النساء کی آیت 23 میں ان کو بھی محرم رشتے داروں میں شامل کیا گیا ہے۔اسی طرح دادا، نانا، پوتے، نواسے، سوتیلے اور رضاعی رشتہ دار بھی محرموں میں شامل ہیں۔اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عورت صرف انھیں رشتے داروں کے سامنے اظہارِ زینت کر سکتی ہے۔ان کے علاوہ دیگر مردوں کے سامنے وہ اپنی زینت اور خاص طور پر زینت کے مرکز یعنی چہرے کو ظاہر نہیں کر سکتی۔اب جو لوگ نامحرم مردوں سے عورت کے چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں کیا ان کے نزدیک اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست کی کوئی اہمیت نہیں؟ وہ کس طرح تمام مردوں کے سامنے عورت کے اظہارِ زینت کو جائز سمجھتے ہیں؟'' ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست میں شوہر کے والد کا ذکر بھی ہے اور شوہر کے بیٹے کا بھی لیکن شوہر کے بھائی کا ذکر نہیں۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی اکرمؐ سے دریافت کیا گیا کہ کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: دیور تو موت ہے! (بخاری، مسلم، مسند احمد) اصل میں پردے کے احکامات کی حکمت ہی یہ ہے کہ ان محرکات پر پابندیاں لگائی جائیں جن سے زنا کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔اس حوالے سے ایک عورت کو سب سے زیادہ خطرہ اُن نامحرم رشتہ دار مردوں سے ہو سکتا ہے جو گھر میں موجود ہوں یا جن کا گھر میں آنا جانا آسان ہو۔اس لیے نبی اکرمؐ نے دیور یا جیٹھ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو بھابھی کے لیے موت ہیں۔مزید براں اس آیت میں فرمایا گیا کہ عورتوں کا صرف ایسی عورتوں سے پردہ نہیں ہے جو ''اپنی عورتیں'' ہوں یعنی وہ ایسی جانی پہچانی عورتیں ہوں جن کے باحیا اور نیک اطوار ہونے کا علم ہو۔اجنبی عورتوں سے مسلم خواتین کا پردہ ہے کیونکہ نہ جانے وہ کس سوچ اور اطوار کی ہوں اور اپنی گفتگو اداؤں اور فیشن سے نہ جانے خواتین پر کیسے اثرات ڈال جائیں۔اس حکم پر عمل کے حوالے سے ایک اہم واقعہ سرسید احمد خان کا ہے۔ایک مرتبہ یوپی کے گورنر سر ولیم میور نے سرسید کے ہاں اپنی اہلیہ کو لانے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن سرسید نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ ہمارا دین ہماری عورتوں کو غیر عورتوں سے بھی پردے کا حکم دیتا ہے۔'' بدقسمتی سے سرسید کے بہت سے پرستار پردے اور داڑھی کے معاملے میں سرسید کی تقلید نہیں کرتے۔سورۃ النور کی اس آیت میں عورت کو محرم

مردوں کے سامنے اظہارِ زینت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے غیر محرم مردوں کے ساتھ مخلوط معاشرت کی ممانعت فرمادی ہے۔ مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: ''جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مرد، نامحرم خواتین کو چھوئیں یا ان سے مصافحہ کریں۔ ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ: ''یہ تو گوارا کیا جا سکتا ہے کہ آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے لیکن یہ گوارا نہیں کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔'' چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ ''نبی اکرم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو مصافحہ نہیں فرماتے تھے بلکہ صرف زبانی اقرار کرواتے تھے۔'' اسلام میں مخلوط معاشرت کی جو ممانعت ہے اس کا سب سے نمایاں اظہار محفل نکاح میں ہوتا ہے۔ نکاح ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسا پختہ معاہدہ ہے جو زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے، لیکن اس معاہدے کے انعقاد کے وقت محفل نکاح میں معاہدے کے ایک اہم فریق یعنی دلہن کو آنے کی اجازت نہیں۔ قاضی کے سامنے دلہن کی نمائندگی ایک وکیل اور اس کے دو گواہوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ جو دانشور عورتوں کو ہر کام میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک کرنے کی بات کرتے ہیں وہ محفل نکاح میں دلہن کی عدم شرکت کی کیا توجیہہ پیش کریں گے؟ سورۃ الاحزاب میں گھر سے باہر کے پردے کے بارے میں احکامات دیئے گئے ہیں۔ ان احکامات کے تذکرے سے قبل ضروری ہے کہ ایک اشکال کا ازالہ کر دیا جائے۔ قرآن پاک میں ان احکامات کے بیان میں خطاب نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ سے ہے لیکن ان کا اطلاق تمام مومنات پر ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں یہ طرزِ تخاطب اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ مردوں کے لیے تو ہر اعتبار سے نمونہ رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن خواتین کے لیے ان کی زندگی کے نسوانی پہلوؤں کے لحاظ سے نمونہ ازواجِ مطہراتؓ ہیں۔ یہاں اگرچہ براہِ راست خطاب ازواجِ مطہراتؓ سے ہے لیکن ان کے واسطے سے پوری امت کی خواتین ان احکامات کی مخاطب ہیں۔ ارشاد ہوا: ''نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو (نامحرم) سے بات میں نرم انداز اختیار نہ کرو مبادا دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص (جنسی) لالچ میں پڑ جائے، بلکہ بات کرو کھری۔'' یعنی عورتوں کو اگر نامحرم مرد سے بات کرنا پڑے تو سیدھے سادے، کھرے اور کسی حد تک خشک لہجے میں گفتگو کی جائے، آواز میں کوئی شیرینی یا لہجے میں کسی قسم کی لگاوٹ نہ ہو تا کہ سننے والا کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔ آیت 33 میں ارشاد ربانی ہے: ترجمہ ''اپنے گھر میں وقار کے ساتھ رہو اور دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔'' اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے زیادہ پسندیدہ طرزِ عمل یہی ہے کہ وہ گھر میں سکون اور وقار کے ساتھ رہے۔ دراصل اسلام میں مردوں کو ان امور کی انجام دہی سونپی گئی ہے جن کا تعلق گھر کے باہر سے ہے اور عورتوں کو ان امور کی جن کا تعلق گھر کے اندر سے ہے۔ مردوں اور عورتوں کے ان دائرہ ہائے کار کا تعین ان کے مزاج اور صلاحیتوں کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ یہ تعین کرنے والا خود خالق کائنات ہے جس کے علم اور جس کی حکمت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ سورۃ الملک آیت 14 میں ارشاد ہوتا ہے: ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔'' حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ''ساری فضیلت تو مرد لوٹ کر لے گئے۔ وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی تم میں سے گھر بیٹھی رہے (تا کہ شوہر کے مال، اولاد اور عصمت کی حفاظت کر سکے) وہ بھی مجاہدین کا سا بدلہ پائے گی۔'' اگرچہ عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے، تاہم اس کا گھر سے باہر نکلنا بالکل ہی ممنوع نہیں کیا گیا کسی اشد ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر جا سکتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔'' (بخاری) البتہ سورۃ الاحزاب کی آیت 33 میں فرمایا گیا: ''دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔'' یہاں لفظ ''تبرج'' آیا ہے جس کا مطلب نمایاں ہونا، ابھر کر اور کھل کر سامنے آنا، ظاہر ہونا۔ عورت کے لیے تبرج کا مطلب ہے اپنے حسن کی نمائش کرنا، اور زیور کی خوبصورتی کا اظہار کرنا اور چال ڈھال سے اپنے آپ کو نمایاں کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جب باہر نکلیں تو اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے نمایاں کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ احتیاط کے ساتھ چادر میں مستور ہو کر نکلیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 53 میں مردوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ: ''اور جب تمھیں نبی اکرم ﷺ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔'' گویا

ایک مرد کے لیے بھی جائز نہیں کہ بلاضرورت کسی اجنبی عورت سے بات کرے۔ البتہ اگر اجنبی عورت سے کوئی کام ہو تو بھی روبرو ہو کر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ ذرا تصور کیجیے کہ یہ حکم امت کی ماؤں کے لیے ہے جن کے ساتھ ایک مسلمان کا رشتہ اپنی حقیقی ماں کی طرح پاکیزہ اور متبرک ہے تو عام مسلم خواتین کے ساتھ بغیر پردے کے بات چیت یا لین دین کرنے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس لیے شریعتِ اسلامی میں اجنبی عورت کے ساتھ بلاضرورت گفتگو کے تدارک کے لیے اس کے ساتھ خلوت میں موجودگی ہی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ نبی اکرمؐ کا یہ ارشاد اس سے قبل بھی عرض کیا ہے کہ: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں اس عورت کا کوئی محرم موجود نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' (مسند احمد) سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 59 میں مذکور ہے: ترجمہ ''اے نبیؐ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انھیں ستایا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔'' اس آیت میں ''جلباب'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں کہ جو پورے جسم کو چھپا لے۔ مراد یہ ہے کہ چادر اچھی طرح لپیٹ کر اس کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کرو تاکہ جسم اور لباس کی خوبصورتی کے علاوہ چہرہ بھی چھپ جائے۔ البتہ آنکھیں کھلی رہیں۔ درج ذیل احادیث مبارکہ پڑھنے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ نبی اکرمؐ کے زمانے میں اس حکم پر عمل کس طرح کیا گیا: واقعہ افک (جس کے دوران عبداللہ بن ابی نے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا تھا) کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جنگل سے واپس آ کر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ میں وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو حضرت صفوان بن معطلؓ وہاں سے گزرے تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر وہاں آ گئے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے پہچان کر جب انھوں نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا تو ان کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔'' حدیث میں الفاظ یوں ہیں کہ ''فخمرتُ وجھی عنہ بجلبابی'' ترجمہ: میں نے ان سے اپنے چہرے کو اپنی چادر کے ذریعے ڈھانپ لیا۔'' (بخاری و مسلم) ایک خاتون جن کا نام ام خلادؓ تھا، نبی اکرمؐ کی خدمت میں اپنے بیٹے کا جو شہید ہو چکا تھا انجام دریافت کرنے آئیں اور وہ نقاب پہنے ہوئے تھیں۔ نبی اکرمؐ کے ایک صحابیؓ نے ان کی اس استقامت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ نقاب پہن کر آپ اپنے شہید بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں۔ انھوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: ''میرا بیٹا مرا ہے میری حیا نہیں مری ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہؐ نے ان کو تسلی دی کہ تمھارے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ انھوں نے پوچھا ایسا کیوں ہوگا یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔'' (ابوداؤد) حضرت عائشہؓ حجۃ الوداع کے موقع پر سفر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ''قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہؐ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں۔ جب قافلے ہمارے سامنے آتے تو ہم بڑی چادر سر کی طرف سے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے ہم اس کو اٹھا دیتیں۔'' (ابوداؤد) قارئین کرام میں نے امکانی حد تک کوشش کی ہے کہ شرعی پردے سے متعلق قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے حاصل ہونے والی رہنمائی کے اہم نکات بیان کر دوں کہ آخر میں، میں تمام حضرات و خواتین کو دعوتِ غور و فکر دیتا ہوں کہ طرز معاشرت کے لیے ایک طرف تو وہ ہدایات ہیں جو قرآن و سنت سے حاصل ہوتی ہیں۔ دوسری طرف وہ مادر پدر آزاد روش ہے جسے مغربی تہذیب اور ہندو ثقافت کے زیر اثر جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ فروغ دیا جا رہا ہے۔ اب ہمیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرنے کا فیصلہ کرنا ہے۔ البتہ فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں سوچ لینا چاہیے کہ عنقریب ہمیں روزِ قیامت، عدالت خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور از روئے قرآن ''ہر انسان کو اس روز جتلا دیا جائے گا کہ اس نے کس شے کو ترجیح دی اور کس شے کو چھوڑ دیا۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زندگی کے تمام معاملات میں اس کے احکامات کی پیروی کریں۔ آمین! (شائع کردہ: پاکستان، دن، انصاف، ایکسپریس، جرأت اور فیملی میگزین)